

قصہ  
ایک کنوارے کا



ابنِ انشا





ویلم بوش

(۱۸۳۲-۱۹۰۸ء)



'ADVENTURES OF A BACHELOR'

by Wilhelm Busch

(1832-1908)

German original title:

**"ABENTEUER EINES JUNGGESELLEN"**

---

ابنِ انش

# قصہ ایک کتوارے کا

---

ایک جرمن قہقے کا اُردو روپ



نیا ادب

## تذکرہ

دہلیم سبش جرمنی کا نہایت نامور اور ہر دلعزیز کارٹونسٹ ہے اور یہ کمنا  
خط نہ ہوگا کہ اس سے بڑا کارٹونسٹ جرمنی میں پیدا نہیں ہوا۔

وہ جرمنی کے صوبے 'نورٹ سیسنی' کے ایک گاؤں کاربنے والا تھا۔ اس کی  
زندگی زیادہ تر اسی دیہاتی فضا میں گزری یا فریکفرٹ میں جو گوٹے کا وطن ہونے کی وجہ  
سے مشہور ہے اور جو اپنی ادبی اور ثقافتی سرگرمیوں کی وجہ سے اس وقت بھی ایک  
نیاں حیثیت رکھتا تھا اور آج بھی نمایاں ہے۔

بش ۱۸۳۲ء میں پیدا ہوا جو گوٹے کی وفات کا سال ہے خود اس نے  
۱۹۰۸ء میں انتقال کیا۔ اس کی آرزو تھی کہ وہ ایک بڑا مصور بنے مگر اسے گوٹے  
کی طرح اس فن میں خاطر خواہ کامیابی نہ ہوئی۔ اس کی تصویریں بڑی نہیں ہیں، مگر  
اس کے مزاحیہ خاکوں کے متبادلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔

اس کی تعلیم اینٹ ورپ ڈسٹریکٹ اور میونخ میں ہوئی۔ اس کے بعد وہ  
کچھ عرصہ ایک مزاحیہ رسالے میں کام کرتا رہا۔ وہ انسانی کوتاہیوں اور کمزوریوں کا متعلق  
تماشائی ہے۔ غرور و تکبر اور دولت و اقتدار کی ہوس اس کے بے پناہ طنز کے تیروں  
کا نشانہ ہیں۔ وہ کسی صاحب ثروت یا صاحب اقتدار کو نہیں بخشتا اور ہر ظاہری  
بڑائی اور ہر کمو کھلے پن کا پردہ چاک کرنے پر تیار رہتا ہے۔ وہ طاقت اور حکومت  
کے سامنے بھی جھکنا نہیں جانتا۔ ہمارے جیسے مرد آہن کے زمانے میں اس نے حکومت کی  
سیاہ پالیسیوں کا مذاق اڑایا۔ مگر اس کی شہرت کا دار و مدار ان نظموں اور خاکوں پر ہے جو  
بچوں سے متعلق ہیں۔ ان میں 'ماکس اور مورٹس' اور 'پاکباز ہیلن' کی مصیبتیں مشہور

ہیں۔ اسے بچوں سے محبت تھی۔ اس کی فنی دنیا میں ایک وہی ہیں جو ہر طرح آزاد ہیں۔ اس کے شعرا اس کے خاکوں کے ساتھ مل کر اس کے طنز و مزاح کو اور بھی پُر لطف بنا دیتے ہیں۔ اس کا مزاح اکثر تمسخر کی حد تک پہنچتا ہے۔ مثال کے طور پر اس کی ایک چھوٹی سی نظم ہے:-

’جب میں اپنی نفسانی خواہشات پر قابو پالیتا ہوں تو میں اپنے  
آپ کو ایک بڑا فاتح محسوس کرتا ہوں لیکن جب کبھی وہ  
مجھ پر قابو پالیتی ہیں تو لذت یقیناً حاصل ہوتی ہے۔“  
بش کا ایسا کلام سن کر اکبر الہ آبادی یاد آتے ہیں:-

وصل ہو یا فراق ہو کہ بستر جاگت ساری رات مثل ہے  
مجھے یقین ہے کہ اگر اکبر کا کلام جو سن زبان میں ترجمہ کیا جائے تو جرموں کو اس  
میں وہی مزاح ملے گا جو بیش کے خاکوں اور نظموں میں ملتا ہے۔

بش نے شادی نہیں کی۔ اس لحاظ سے اُسے ”قصہ ایک کنوارے کا“ کہنے کا  
حق پہنچتا ہے۔ البتہ ابن انشانے اپنے ترجمے میں جو چھل کھلائے ہیں وہ ان ہی کا  
حصہ ہے۔ ابن انشا اپنے سادہ، برجستہ اور بے تکلف مزاح کی وجہ سے ہمارے  
زمانے میں منفرد ہیں۔ ان میں اور ولہم بش میں ایک روحانی یکسانیت ہے۔ البتہ تلخی  
اور کینہ و بغض کی جو جھلک کبھی کبھی بیش کے ہاں نظر آتی ہے، وہ اس سے بیگانہ  
ہیں۔ ان کا زیرِ نظر ترجمہ ایک مستقل ادبی حیثیت رکھتا ہے۔ مجھے امید ہے، بلکہ  
توقع ہے کہ اس طرح کے اور ترجمے بھی ان کے قلم سے نکلیں گے اور ان کے ذریعے  
اردو کے ادبی ذخیرے میں اضافہ ہو گا۔

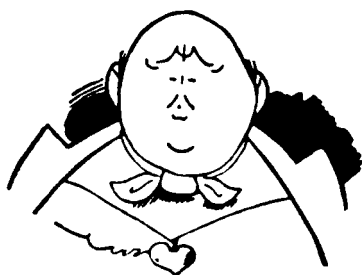
ممتاز حسن  
(ستارہ پاکستان)

۳۰ جنوری ۱۹۷۰ء

# منزلیں

---

۹	آخندرسن چالیس ہوا
۲۲	لوگ کہیں گے کون مناف؟
۱۹	بی بی جی کے کوچے میں
۲۵	بھابی سے تمہیں سلوائیں
۳۱	دانش خاں کے دوارے پر
۳۹	لڑکا تھا اک بڑا شیر
۴۳	تال کے ٹھنڈے پانی میں
۴۹	یوں تو گھر یہ تمہارا ہے
۵۳	یار پرانے دل خوش خان
۶۳	آگے مرزا بر خور دار
۶۹	نام تھا جن کا میاں جھڑوس
۷۵	خیر سے بدھو گھر آتے



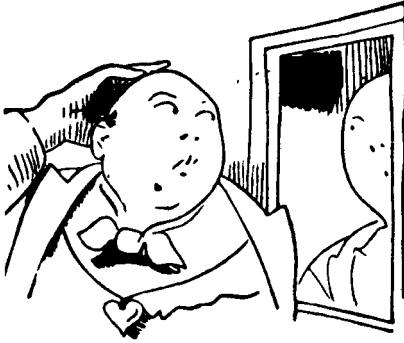
## آخر سن چالیس ہوا

ایک تھے شخص مناف میاں  
 شادی کے تھے خلاف میاں  
 بیس ہوا، پچتریس ہوا  
 آخر سن چالیس ہوا  
 جانے کس کے چیلے تھے؟  
 اب تک میاں اکیلے تھے  
 مشکل تھا انہیں سمجھانا  
 ”جو رو جاتا؟ نانا نا...!“  
 بوا نصیب بن — اک بی بی  
 ان کے گھر کی سب کچھ تھی

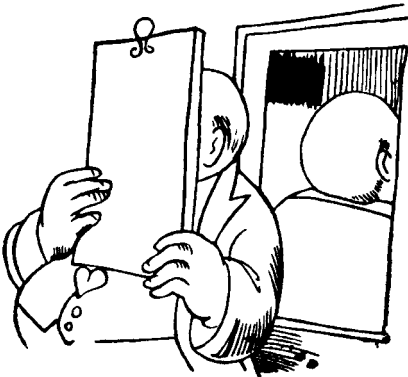


گھرداری کے تو تکرڑے  
 اُس کے ذمے رہتے تھے  
 ان کے کپڑے دھونا بھی  
 سینا اور پرونا بھی  
 کھانا ان کا پکاتی تھی  
 باتیں ان کو سناتی تھی  
 ”سنتے ہو۔ جی سنتے ہو؟“  
 کب ہو گے تم ایک سے دو  
 شادی کی تو اور ہی بات  
 باجا گا جا، تو اپراست  
 عاقل کریں شتابی سے  
 ناداں کریں خرابی سے“

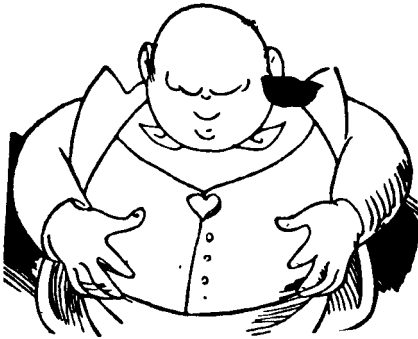


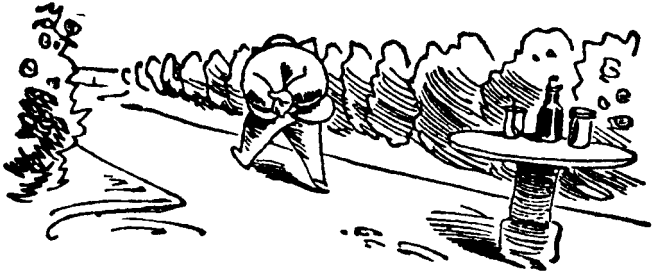


اُس دن تو ٹھلا دی بات  
 سُن لی اور اڑا دی بات  
 آگے کے حالات سنو  
 اک دن کی اب بات سنو  
 دیکھا کب آتینے میں ہے  
 ہوک سی اُٹھی سینے میں



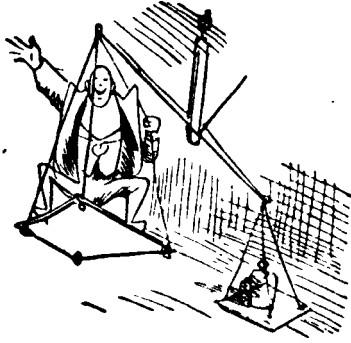
بولے خود سے مناف میاں  
 آگا تو سخت صاف میاں  
 اب گڈمی کے پیچھے بھی  
 کیسی چٹیل ٹانٹ ہوتی  
 جیسے کانچ کا ہنڈا ہو  
 جیسے چیل کا انڈا ہو  
 سر تو کسیرو لاگے ہے  
 پیٹ کچھ اس سے آگے ہے  
 جیسے راب کا مٹکا ہو،  
 بیل سے کدو لٹکا ہو،



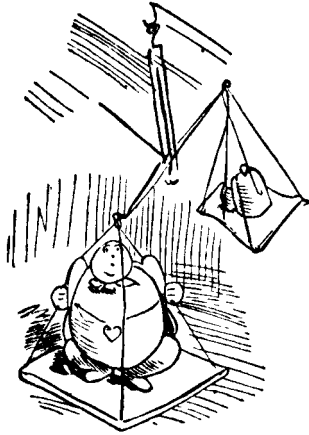


اب جو لگے یہ گھبرانے  
 سمجھایا اک دانا نے  
 کیوں تم خود سے بیر کرو  
 بھاگو دوڑو، سیر کرو،  
 چورن بھی اک بتلایا  
 جبراً قہراً کھلوایا  
 گشت بھی حضرت کرنے لگے  
 ڈگ بھی لمبے بھرنے لگے  
 آتے تھے اور جاتے تھے  
 جاتے تھے اور آتے تھے





پورب کو اور پچھم کو  
 اتر کو اور دکھن کو  
 جب کچھ ہاڑ اور پیر کھلے  
 مال پہ اک دن جا کے تلے  
 سیر سے تھا جو پیٹ چھٹا  
 دو پنسیری بوجھ گھسٹا  
 یہ ایسے خورسند ہوتے  
 پھر سے گھر میں بند ہوتے



اب کے سُستی اور بڑھی  
پیٹ پہ چربی آن چڑھی  
سیر کا نسخہ بھول گیا  
پھر سے غب و بھول گیا

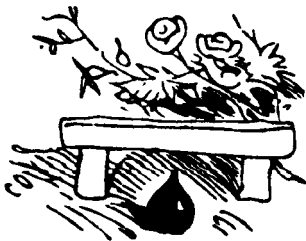
پھر وہیں پیٹ کو جب ناپا  
پھر وہی ظالم موٹا پاپا



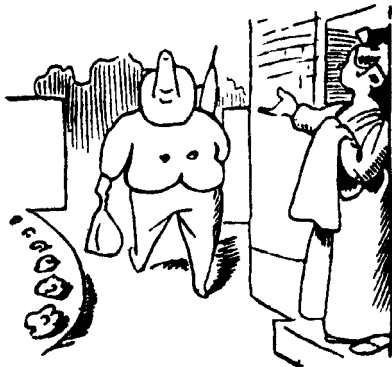
## لوگ کہیں گے کون مناف؟

اک دن سوچ کے رونے لگے  
 اپنے دیدے کھونے لگے  
 ساری دنیا فانی ہے  
 آنی ہے اور جانی ہے  
 بے شک اک دن مرنا ہے  
 جگ کو حالی کرنا ہے  
 پر جو بیویوں والے ہیں  
 جن کے بچے بالے ہیں

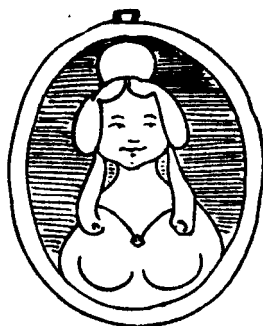
اُن کا نام تو رہتا ہے  
 کوئی تو باپو کہتا ہے  
 ہم سے جو رو نیچے بن  
 آج مرے کل دُوجا دن  
 نام کی تختی بالکل صاف  
 لوگ کہیں گے ”کون مناف؟“  
 دل جو اُن کا بھر آیا  
 کیا کیا آنسو ٹپکا یا  
 سوچا اب تو شادی ہو  
 اِس گھر کی آبادی ہو  
 کب تک بیٹھے ہاتھ ملیں  
 اُٹھیں اور پر دیس چلیں  
 دُور کریں ویرانی کو  
 لائیں گھر کی رانی کو



حکم نصیبن بی کو ہوا  
 باندھو میرا رخت بوا  
 اک تھا چھاتا مہلا سا  
 اک کرچ کا تھیلا سا  
 اک تھی بوتل دارو کی  
 آنسو پیئے نصیبن بی  
 بولیں۔ ”اچھا جاتے ہو؟  
 دیکھیں پھر کب آتے ہو“

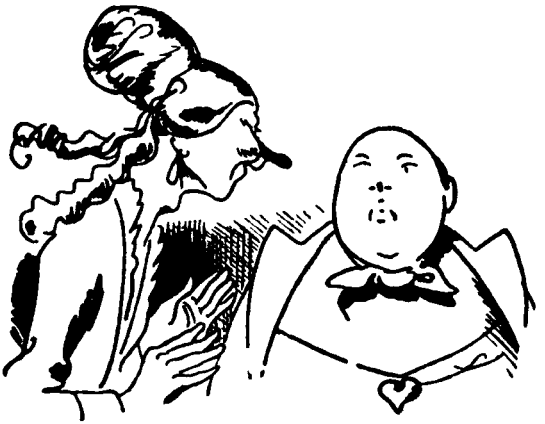






## بی بی جی کے کوپے میں

ایک حسینہ سر جاتی  
 نام تھا جس کا گل بانی  
 ان کے من کی رانی تھی  
 لیکن بات پرانی تھی  
 ان کو اُس نے چھوڑا تھا  
 اور سے رشتہ جوڑا تھا  
 پھر بھی دل کے صاف میاں  
 بدھو میاں، مناف میاں  
 یاد اُسی کو کرتے تھے  
 ٹنڈی آہیں بھرتے تھے

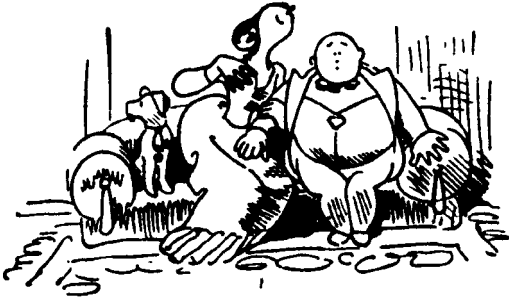


اک تصویر جوانی کی  
 اپنے من کی رانی کی  
 کب سے، کتنے سالوں سے  
 جیب میں رکھے پھرتے تھے  
 سب سے پہلے گھر سے نکل  
 بولے۔ اے دل سر کے بل  
 پہلے کوچہ یا میں چل

ہاں پھر اُس کی دید کریں  
 وحشت کی تحدید کریں  
 اپنے تو وہ خیال ہیں ہے  
 دیکھیں خود کس حال میں ہے

شوق کے گھوڑے پر اسوار  
 پہنچے حضرت مارا مار  
 اپنے پی کے کوچے میں  
 بی بی جی کے کوچے میں  
 آنکھوں میں تھے خواب لیے  
 جی میں سوال و جواب لیے  
 یہ یہ باتیں بولیں گے  
 چاہت کا رس گھولیں گے  
 جی کے داغ دکھائیں گے  
 بجھتے دیپ جلا دیں گے





آخِـر اُس کا گھر آیا  
 آپ نے کُنڈا کھڑکا یا  
 باہر نکلی اکیلی مانی  
 کون؟ ارے رے۔ گل بانی؟

جہاں کھڑے تھے، ختم سے جتے  
 دیکھ کے اُس کو جم سے گتے  
 عشقِ اِن کا تصویری تھت  
 اُس پر عالمِ پسیری تھا

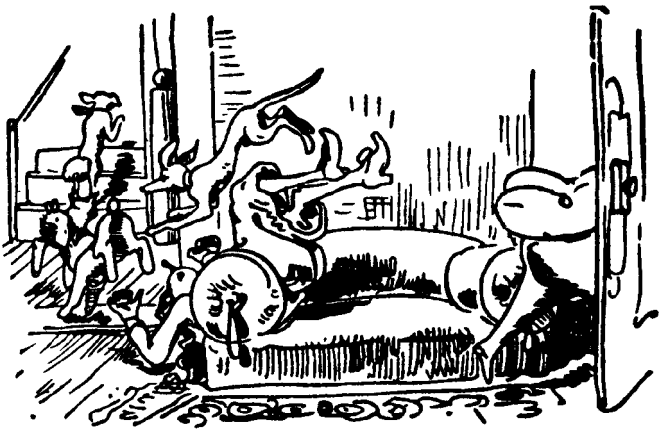




وہ تو عجب خورسند ہوتی  
 گھلکی ان کی بند ہوتی  
 وہ تو پیار جتاتی تھی  
 بڑھ بڑھ آگے آتی تھی  
 ان کے سب اوسان خطا  
 رُوح خطا اور حبان خطا  
 آخر ان کے . پچنے کے  
 قدرت سے سامان ہوتے  
 ان کے پاس جو بیٹھا تھا  
 گناہ ان کی میلی کا

دیکھ کے اُس کو در آتے  
 کتے اور بھی گلیوں کے  
 وہ جو یک دم چڑھ دوڑے  
 بھوں بھوں کرتے بڑھ دوڑے  
 باہم ایسی جنگ پڑی  
 عشق کے رنگ میں بھنگ پڑی

رستہ پا کر صاف میاں  
 بھاگے میاں، مناف میاں





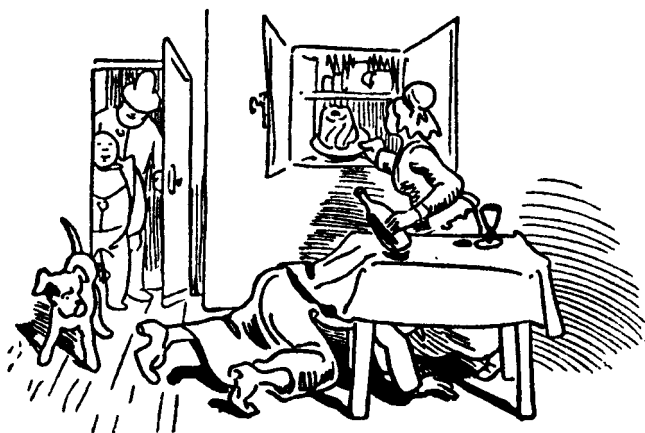
## بھابی سے تمہیں ملو آئیں

آگے کا اب حال سنو  
 کر کے ذرا خیال سنو  
 آپ نے اپنے جی سے کہا  
 چلتا جا بھتی چلتا جا  
 دُور ان کھوٹے یاروں سے  
 محبوبوں سے، پیاروں سے  
 رارارارا — ری ری ری  
 آگے پیداک بستی تھی

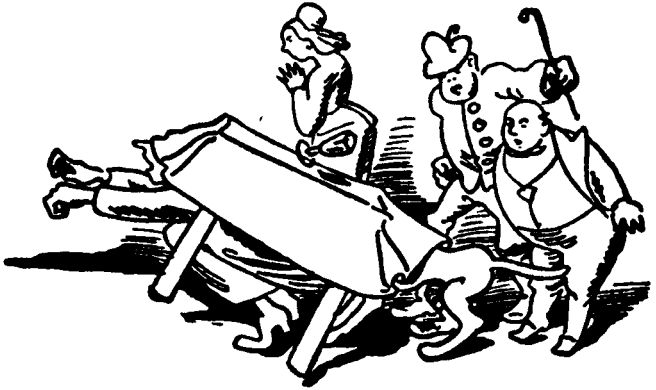


ان کو وہاں اک شخص ملا  
 کوئی پرانا سب مٹی تھا  
 ڈنڈا اپنے ہاتھ لیے  
 کُت اپنے ساتھ لیے  
 دیکھ انہیں خورسند ہوا  
 خاطر کا پابند ہوا  
 بولا - میاں مناف کدھر؟  
 اوچلو ہمارے گھر

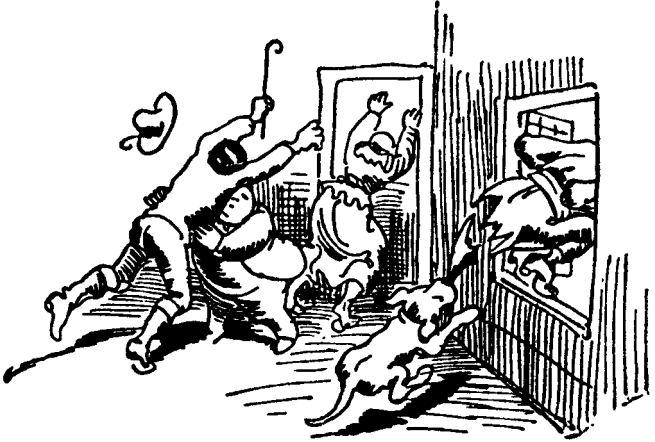




کھانا وانا کھلو ایتیں  
 بھابی سے تمہیں مسلو ایتیں  
 لیکن وہ جو بھابی تھی  
 سوتالوں کی چابی تھی  
 ان کو وہ ہٹلاتی تھی  
 اپنے دوست بلاتی تھی  
 آج بھی گھر میں بیٹھا تھا  
 ایک کہیں کا مسنڈا

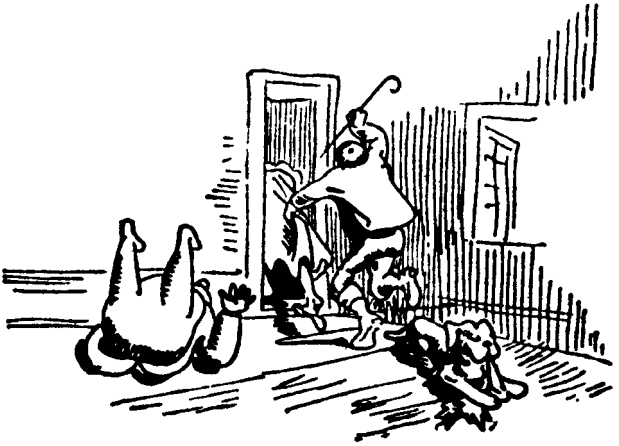


دونوں راز و نیاز میں گم  
 تم میں میں اور مجھ میں تم  
 یہ جو اچانک آ پہنچے  
 اس کے سر پر جا پہنچے  
 دیکھ کے یہ دربار لگا  
 طیش کا لاوا پھوٹا ہوا  
 بولے - ”تو ہے کون ابے  
 چل مرے کتے۔ ہے ہے ہے“



عشق اُس کا کا فوڑ ہوا  
 کوڈا پھاندا دُور ہوا  
 بی بی پر بھی لات جبری  
 اے حرافہ دیکھ سہی  
 تیری چوٹی کاٹوں گا  
 بوٹی بوٹی کاٹوں گا  
 وہ جو سب پر شیر ہوتے  
 یہ نیچے آ ڈھیر ہوتے

مُسنتے لاف و گزاف میاں  
 اپنے میاں، مناف میاں  
 اُسے بڑی حسدابی سے  
 رخصت ہوتے شتابی سے

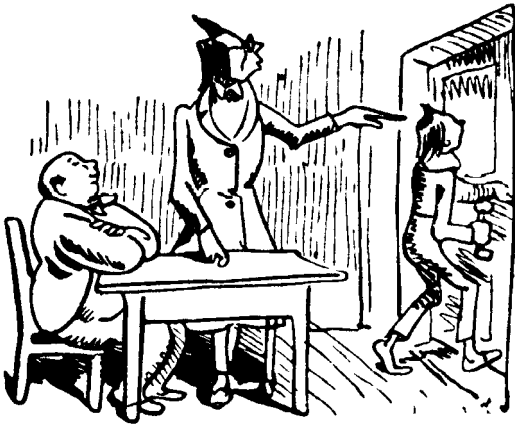




## دانش خاں کے دوائے پر

کپڑے دپڑے جھاڑ سنبھل  
 چل سو چل اور چل سو چل  
 اب کے جن کے در پہنچے  
 بو جھتے بو جھتے گھر پہنچے  
 پڑھتے اور پڑھاتے تھے  
 پیتے اور پلاتے تھے

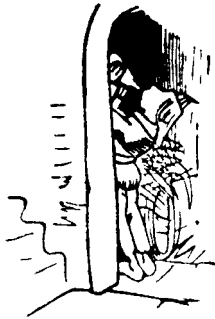
بیٹھے تھے وہ میز لگا  
 بیٹے کو آگے بٹھلا  
 دیکھ کے یار پُرانے کو  
 اٹھتے گلے لگانے کو  
 دانش خاں تھا نامی نام  
 بیٹا اُن کا نافر حام  
 بولے اُس سے جا بیٹا  
 مے کی بوتل لا بیٹا  
 چابی لے تہ خانے کی  
 جلدی بھی کر جانے کی





دیکھ چچا کی حنا طر کر  
ہاں تو میاں مناف کدھر؟

بیٹا جی تھے بڑے چلنت  
چابی لے کے گتے ترنت  
موقع پا کر بوتل کھول  
آدھی پی لی مے انمول





پُر کر کے پر نالے سے  
 پانی بارش والے سے  
 آتے، بیٹھے، کیا سلام  
 بھر کر بیٹھے دونو حجام







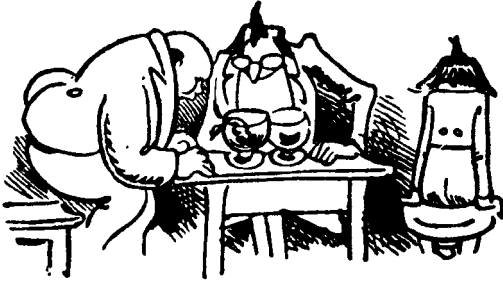
جام میں تھا کچھ کالا  
 کالا، مٹایا  
 کیا مناف میاں نے غور  
 دیکھا جام کو جھک کر اور  
 پر نالے کی مٹی تھی  
 یا کچھ بیٹ کبوتر کی



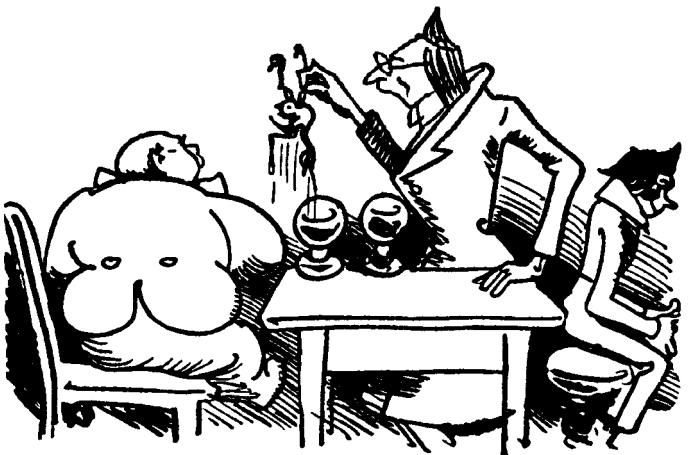


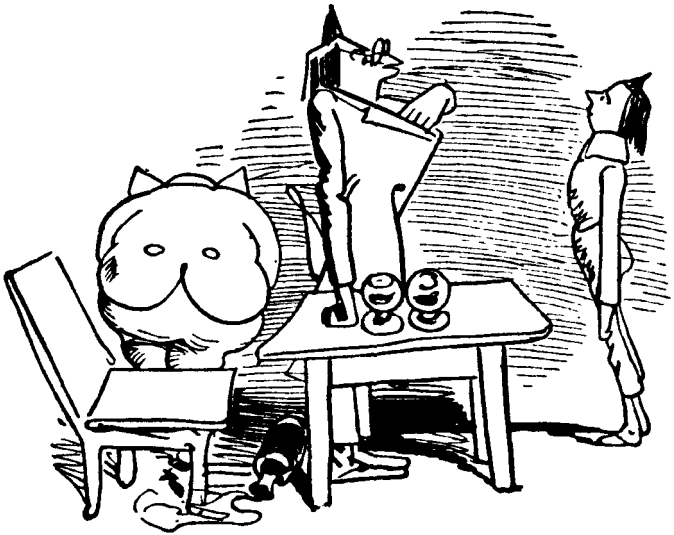
اُبُو بولے — ”بیٹا جان!  
 یہ کیا شے ہے نافرمان؟“  
 جا کر ذرا اُحبالے میں  
 اور انڈیلی پیالے میں





اب کے گلّ کچھ اور کھلا  
 زندہ بچہ چڑیا کا؟  
 اب تو پھینچے ڈنڈا تان  
 اُسے شیطان - ارے شیطان





ٹھہر ذرا موزی ملعون  
 پیتا ہوں میں تیرا خون  
 تیری فطرت میں ہے فتور  
 جانظروں سے ہو جا دوڑ  
 دیکھ کے میاں مناف یہ حال  
 رکھسکے داں سے دُلکی چال





## لڑکا تھا اک بڑا شیر

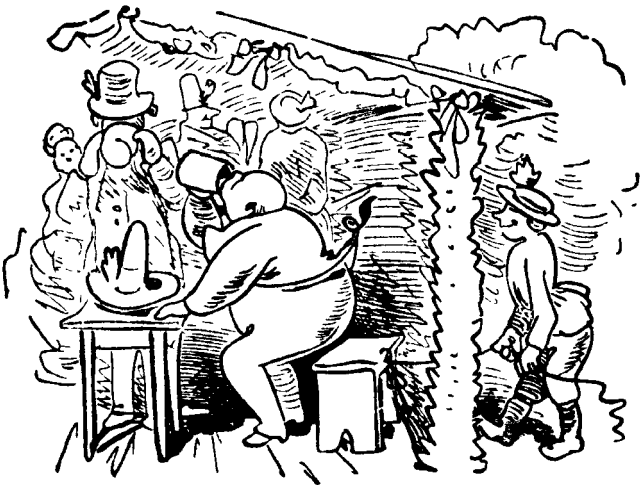
دَر دَر سے محسوس گتے  
 نگری نگری گھوم گتے  
 آہندہ اسی جھیلے میں  
 پہنچے یہ اک میلے میں  
 میلوں کی تو یہی ہے ریت  
 باجے گاجے گانے گیت



خود کو راجہ راندر جان  
 یہ بھی ناچے سینہ تان  
 آہنر آکر بیٹھ گئے  
 جام چسڑھا کر بیٹھ گئے  
 لڑکا تھا اک بڑا شیر  
 دُنیا بھر جس سے دلگیر  
 اُس کے جو کُھلاتے بات  
 اُس کو سوجھی دُور کی بات

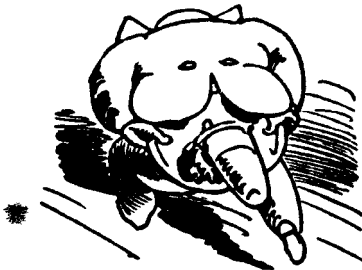


ڈال کے تار دریچے سے  
بھینچ لی کرسی نیچے سے

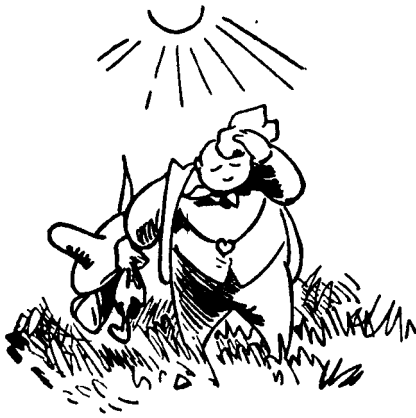




بھاگ گیا خود تو ملعون  
 پھٹ گئی حضرت کی پتلون  
 دیکھ کے ہوا خلاف میاں  
 بکتے لام اور کاف میاں  
 رکھ سکے واں سے مناف میاں

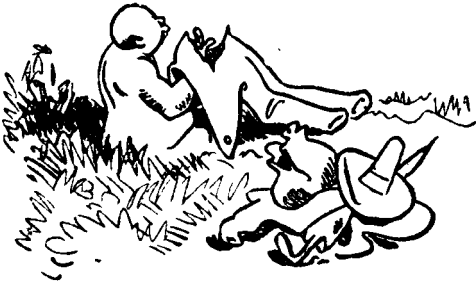






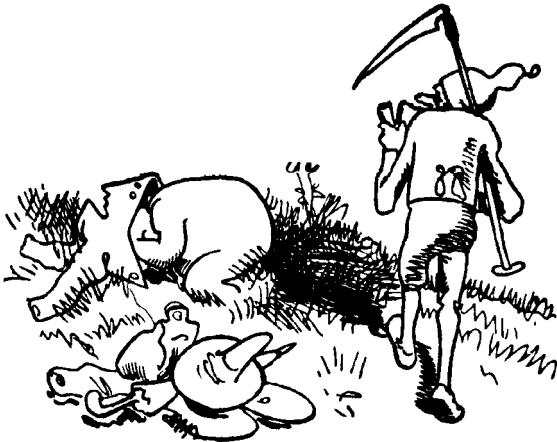
## تال کے ٹھنڈے پانی میں

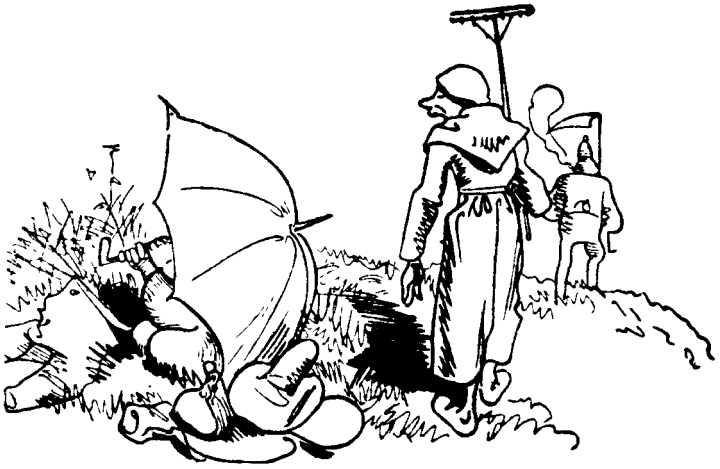
آگے ایک چہرہ آگہ تھی  
 خاصا عالم تنہائی  
 بیٹھے سوتی دھوا گالے  
 سینے چاک میانی کے  
 پاس سے گزرا کوئی کسان  
 بن گئے یہ یکسر انجبان



بس اتم سامان کیا  
سر آنکھوں کو ڈھانپ لیا

پیچھے اس کی بی بی تھی  
اب کچھ ان کو سنکر ہوتی





دھانپیں تن کا سر مایا  
 آئندہ چھتا کام آیا  
 بیٹھے پھر سے ہو یک سو  
 کرنے کو پستون رفو





اب کے گل کچھ اور کھلا  
 آنکھ اٹھا کر کب دیکھا ؟  
 دو بچیاں، اک استانی  
 ہٹ ہٹ ان کو تکنتی ہوتی



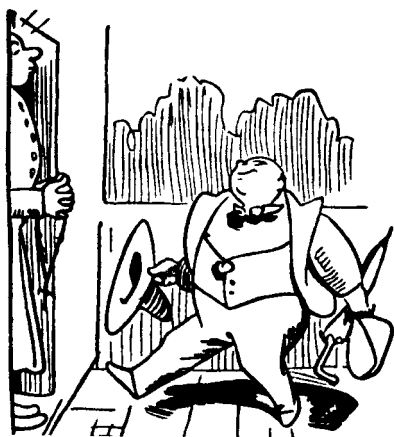


جی میں اُن کے یہ ہوگا  
 دیکھیں چل کر پاس بھلا  
 کون یہ ننگا باوا ہے  
 آدمی ہے کہ چھلدا ہے  
 جب وہ ذرا قریب آئیں  
 دیکھ کے اُن کی پرچھپائیں  
 شرم آتی عسریانی میں  
 تال کے ٹنڈے پانی میں  
 گود پڑے یہ ننگ دھڑنگ  
 اپنے آپ سے آکر تنگ



جب یہ تگرُم دُور ہوتی  
جانے پر مجبور ہوتی  
آپ بھی اس جوڑے سے نکل  
بولے اے دل حیل سو چل





یوں تو گھر یہ تمہارا ہے

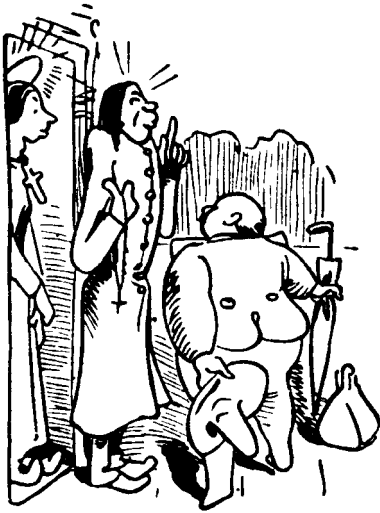
مک خدا کا تنگ نہیں  
 پاؤں گدا کا لنگ نہیں  
 جن صاحب کے گھر میں یہ  
 پہنچے ایک نگر میں یہ  
 یار ان کے کہلاتے تھے  
 بابل نام بتاتے تھے



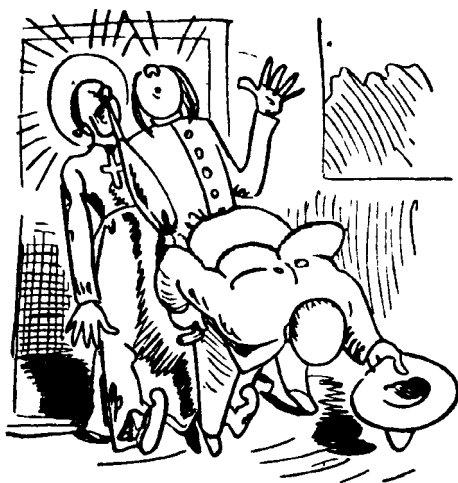
بوے اُن سے مناف میاں  
 بات کہوں میں صاف میاں!  
 گھر میں مجھے ٹھکانا دو  
 پانی دو اور کھانا دو  
 بابل بوے۔ ”ہوں ہوں ہوں  
 میں بھی سچی بات کہوں چہ  
 یوں تو گھریہ تمہارا ہے  
 کیا کہنے کا یارا ہے  
 لیکن لیکن میری جان  
 آج تو گھریں ہیں مہمان



ایک ہمارے صوفی جی  
 جن کی عادت تنہائی  
 کھانا بھی تمہیں کھواتے  
 پانی بھی تمہیں پلواتے  
 تم تو اٹے وقت آتے  
 ہم ہیں دو دن روزے سے  
 آج ہے یوم استغفار  
 کل ہے بخشش کا تہوار



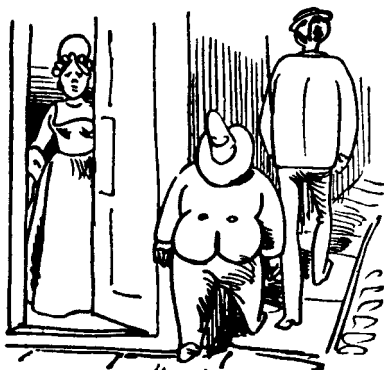
اور۔ ارے ارے ظلم ہوا  
 بیگم نے بھی دیکھ لیا  
 بھاگو بھاگو کرو یقین  
 ہم دونوں کی خیر نہیں  
 دیکھا جب یہ دوست کا حال  
 رکنے کا کیا رہا سوال  
 حضرت جی سہلاتے پیٹ  
 چل دیے آگے کان لپیٹ



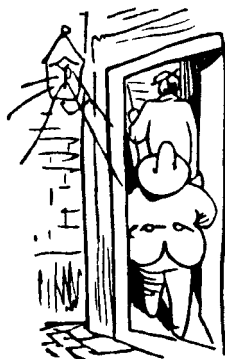


## یارِ پُرانے دل خوش خاں

آگے کا اب حال سنو  
 کمر کے ذرا خیال سنو  
 اب کے جن کے در پہنچے  
 پوچھتے پوچھتے گھر پہنچے  
 نام تھا اُن کا دل خوش خاں  
 بیوی اُن کی طمنچہ بان  
 باہم ان میں چاؤ بہت  
 بظاہر ہیں تو لگاؤ بہت



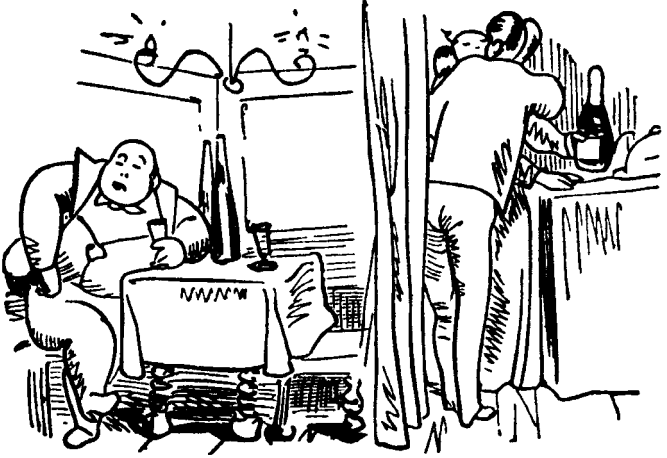
دل خوشی خاں نے فرمایا  
 ”بیوی یہ ہے دوست مرا  
 ہوٹل تک بس جانا ہے  
 کھانا اسے کھلانا ہے  
 اس میں نہ ہوگی دیر ذرا  
 ہاں ابھی آیا — ٹا۔ٹا۔ٹا“



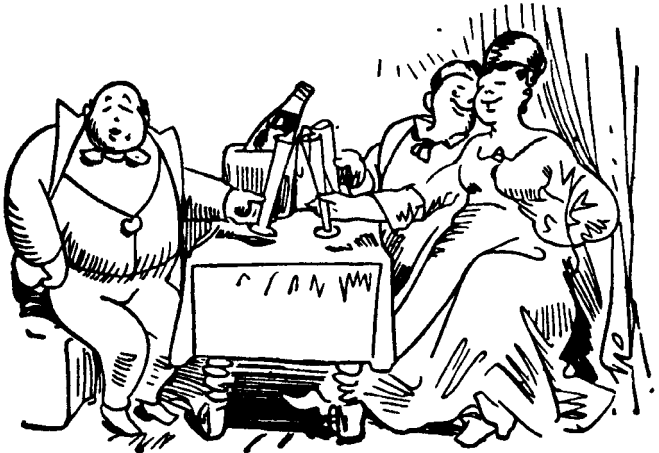


یہ اک اچھی جاتے تھی  
 ہوٹل مہتا کہ سراتے تھی  
 عیش کے تھے سامان سبجے  
 کھانے کے تھے خوان سبجے  
 بھاپ اُگلتی ت ہیں تھیں  
 رنگا رنگ شرابیں تھیں

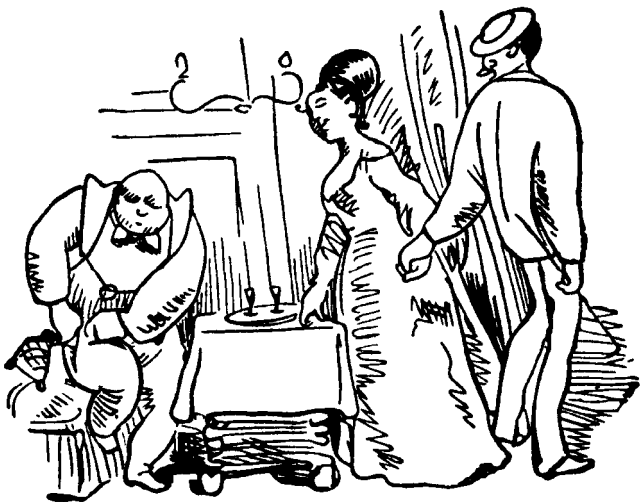




یوں بھی بڑے مراسم تھے  
 اُن کے ہوٹل والی سے  
 دل خوشتر خاں نے فرمایا  
 یہ بھی لا اور وہ بھی لا  
 مُرْعَن ہو اور پُرْعَن ہو  
 کھیسر ہو اور پراٹھا ہو

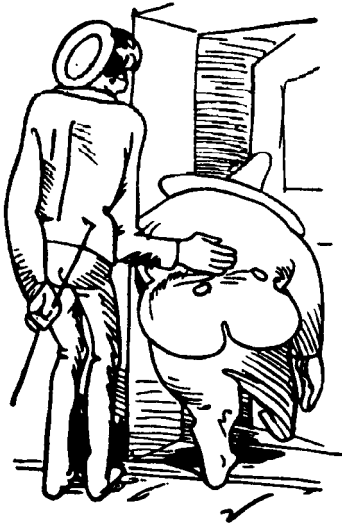


کرسی تھی اک خالی بھی  
 بیٹھ کے ہوٹل والی بھی  
 اُن کا ہاتھ بٹانے لگی  
 مُتقے نرم اُڑانے لگی  
 پھر جو دُورِ حِمام چلا  
 سب کو خوب مزا آیا  
 اور بھی پیچھے پردے کے  
 کچھ کچھ راز و نیاز ہوئے  
 اُن کا تو کیا ذکر کریں  
 اب کچھ بل کی سن کر کریں

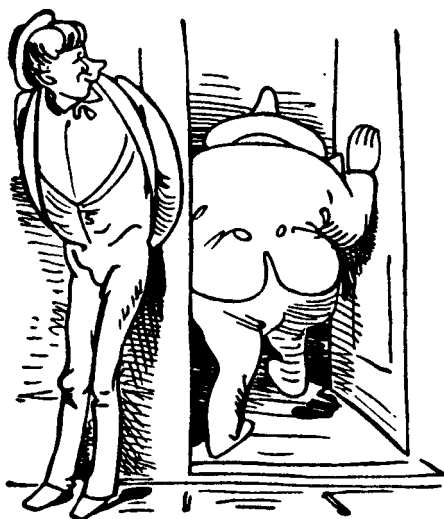




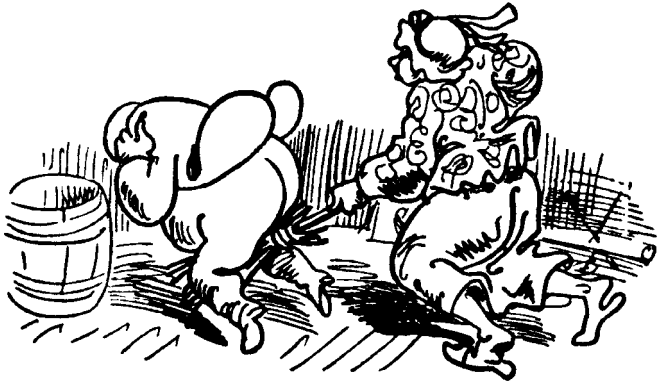
حضرت دل خوش خاں نے کہا  
 ”میں تو پیسے بھول آیا  
 فسق ہی کیا ہے۔ ہاں، ہاں، ہاں  
 دے دو تم ہی مناف میاں“







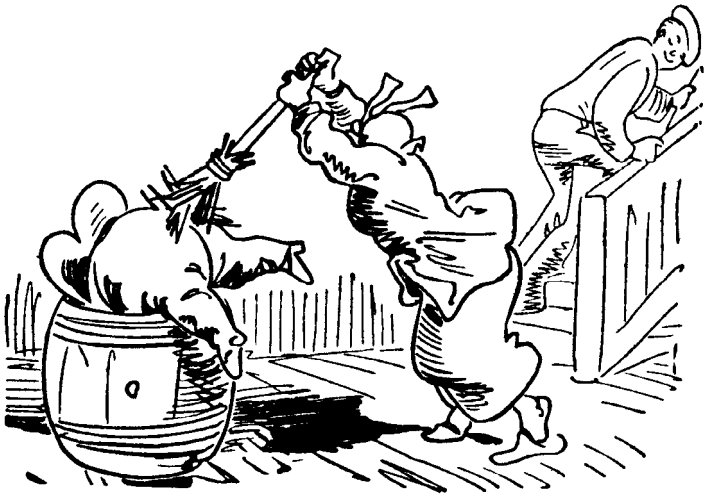
خیر سے آدھی رات گئے  
 گرتے پڑتے گھر آتے  
 دل خوش خان کو تھا یہ خیال  
 کیسا ہوگا استقبال  
 سُنجی کا سوراخ ٹوٹل  
 حضرت نے دروازہ کھول  
 بُرا بھلا سب تول اورناپ  
 کہا مناف سے ”پہلے آپ“  
 پہلے آپ جی پہلے آپ



اندر کا اب سنو بیان  
 بی بی — یعنی طمچہ جان  
 جانے کب کی بیٹھی تھی  
 چپکی ذبکی بیٹھی تھی  
 حملے کا سامان کیے  
 بیلن جھاڑو لٹھیا لے  
 یہ تھے اپنے مناف میاں  
 اس نے جان کے دل خوش خاں  
 جھاڑو کا اک وار کیا  
 اور یہ استفسار کیا

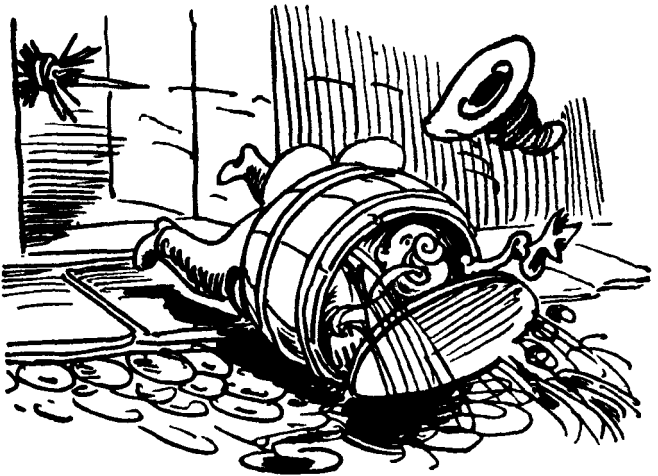
گالیاں دے کر لا محدود  
 پھسری آیا اے مردود؟  
 تیسری آنکھیں پھوڑنے دوں؟  
 تیسری ٹنگڑی توڑنے دوں؟  
 دوں اک اور پٹے کا ہاتھ؟  
 کہاں بتادی آدھی رات؟

آگے یہ اور پیچھے دے  
 اللہ دے اور بندہ لے



ایسا وار پہ وار کیا  
 بالکل ہی ہموار کیا  
 آنکھ بچا کر دل خوش خاں  
 گھس گئے اندر اور یہاں  
 اُن کا مہماں زیر و زبر  
 کوڑے کی اک ڈھیری پر

آخر میاں مناف نڈھال  
 جوتا ٹوپی بگڑے حال  
 چیل دیے آگے منگڑتے  
 دکھتی چرٹیں سہلاتے



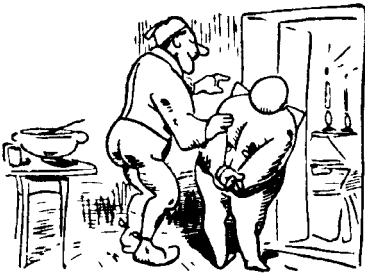


## آگے مرزا برخوردار

چلتے چلتے چلتے ہوتے  
 آگے ایک بزرگ طے  
 موڑ میں پینے کھانے کے  
 موڑ میں جشن منانے کے  
 یہ بھی میاں مناف کے یار  
 نام مہت مرزا برخوردار  
 دیکھ کے ان کو ناچ اُٹھے  
 بولے، ”اچھے وقت آئے



مرگتی مرگتی وا بھتی وا  
 جو رو سے چھٹکارا ملا  
 وہ رہا اس کا زندہ ثبوت  
 وہ رہا ظالم کا تابوت  
 اب نہیں اُس کا خوف ذرا  
 لے مرے بھاتی پی اور کھا





مُورکھ پُن سے کام نہ لے  
 شادی کا کبھی نام نہ لے  
 بڑی ہی ظالم عورت ذات  
 مرد کی نوکر کی اوقات  
 پر چیں لا اور پیالے لا  
 مرچیں اور مسالے لا  
 جمیر لا اور ساڑھی لا  
 نیچے کے اپنی داڑھی لا



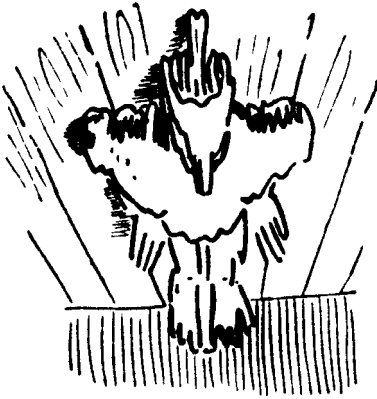


گھنٹا لا اور پاتا لا  
 سبزی لا اور آٹا لا  
 اس پر اُس کی چیں چیں چیں  
 جیب کسی دم بند نہیں  
 شادی اک بیگارمیاں  
 اس میں عیب ہزارمیاں  
 نادانوں کا کھیل کہو  
 ساری عمر کی جیل کہو  
 خیر سے ہم آزاد ہوتے  
 شاد ہوتے آباد ہوتے



مسکھ اور چین دوبارہ مسلا  
 جو رو سے چھٹکارا مسلا  
 آج ہمارا جی خورسند  
 سارے جھگڑے رگڑے بند  
 لے مرے بھائی پی اور کھا  
 لے مرے بھائی عیش اڑا  
 ساری فکریں، پرے پرے  
 لیکن یہ کیا؟ ارے ارے  
 کھول لیا اس نے تابوت؟  
 بیگم ہے یا اس کا بھوت؟





موت نہیں تھی سکتے مت  
 لینا مجھ کو۔ میں تو چلا

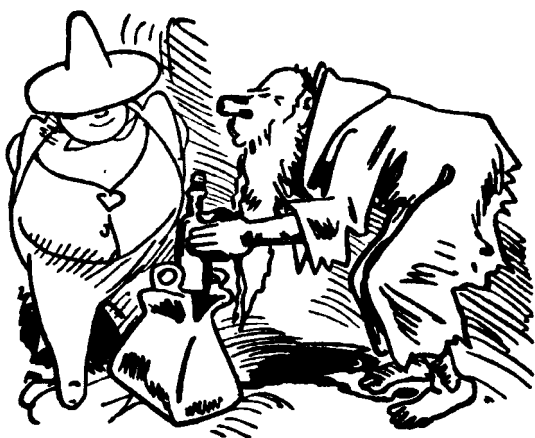
وہ جو تھے اتنے شیر ہوتے  
 غش کھایا اور ڈھیر ہوتے  
 دیکھ کے میاں مناف یہ خساں  
 بھاگے اب کے سر پٹ چال





## نام تھا جن کا میاں جھڑوس

نگری نگری کیا طواف  
 احسرا اپنے میاں مناف  
 مایوسی کی بھرتے آہ  
 نکلے ایک پہاڑ کی راہ  
 ایک پُرانے دقیا نوس  
 نام مہتا جن کا میاں جھڑوس  
 داڑھی تھی جوگی کی جٹا  
 کرتا مہتا پیچھے سے پھٹا



ایک لگر پر بیٹھے تھے  
 دیکھ کے ان کو بول اُٹھے  
 اُسے مرے بھائی کہاں چلا  
 اک دو گھونٹ پلاتا جا،

صابن وا بن ہمیں حرام  
 کنگھے سے کیا ہم کو کام  
 بستی چھوڑی ہوتے فقیر  
 ہم ہیں دُنیا سے دلگیر

لے لے باباجی کی دُعا  
اک دو گھونٹ پلاتا حب

کپڑے دپڑے سبھی فضول  
یہ سب باتیں اُول جُلُول  
جوتے سے کیا اپنا جوڑ  
ٹُپی کی بھی باتیں چھوڑ  
بوتل لا بھتی بوتل لا ،  
اک دو گھونٹ پلاتا حب



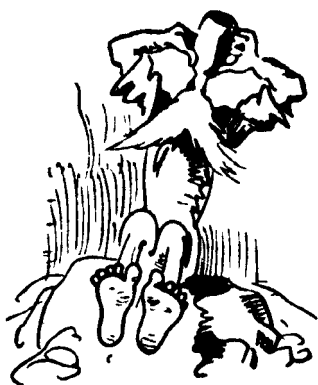


دنیا داروں کے جنجال  
 چہرے، مہرے، آنکھیں، بال  
 روپ سروپ جداتی پیت  
 دنیا جن کے گاتے گیت  
 سب کچھ دیکھ چکے بابا  
 اک دو گھونٹ پلاتا حب



جگ میں ایک ہی ناری تھی  
 وہ جو اپنی پیاری تھی  
 ہاتے رے وہ متوارے نین  
 اُس بن اپنا دل بے چین  
 اُس کی یاد جگاتا حب  
 اک دد گھونٹ پلاتا حب

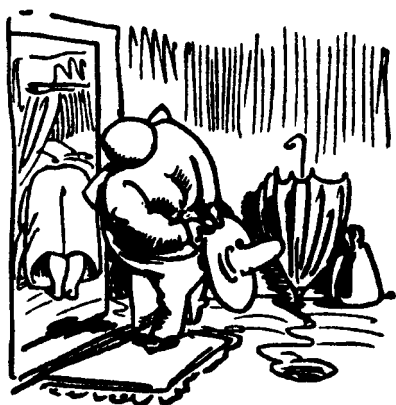
دارو دارو سبھی پنچوڑ  
 بوتل ووتل پھینک اور پھوڑ  
 بابا جی تو غبن ہوتے  
 یہ حضرت بے چین ہوتے



حضرت کون؟ مناف میاں  
 بولے۔ ”یہ تو ہے صاف میاں  
 ہم نہ لگاتیں ایسے روگ  
 ہم کو نہ بھاتیں جوگ جوگ  
 سب کی چوکھٹ چوم چکے  
 پورے پچھم گھوم چکے  
 اپنی خیر مناتیں میاں  
 واپس گھر کو جاتیں میاں“







## خیر سے بدھو گھر آتے

دیر سے آتے ، پر آتے  
 خیر سے بدھو گھر آتے  
 اپنی بستی اپنا گھر  
 آندھی مینہ کا اب کیا ڈر  
 جہان کا در سے ٹیڑھے ہو  
 دیکھا بڑا نصیبن نو  
 بستران کا بناتی تھیں  
 تیکے اس پہ جماتی تھیں



ان کو جو ان پر پیار آیا  
 یک دم ہی سینے سے لگا  
 بولے۔ ”آج سے ہم تم ایک“  
 کہنے لگیں۔ ”ارادہ نیک“  
 بولے۔ ”تو پھر رہے نکاح“  
 بولیں۔ ”یہ بھی خوب صلاح“  
 کہا — ”بلا تین قاضی جی؟“  
 بولیں — ”ہم تو راضی جی“



آگے کی تم جانو بات  
 باجے گاجے اور بارات  
 بنے بنی کا جی خورسند  
 پردے کھینچ کے بتی بسند  
 شادی انہیں مبارک باد  
 لوگو تم بھی رکھیو یاد  
 حافل کریں شتابی سے  
 ناداں کریں حسرابی سے

